سوال

(594)مذاکرہ فی تحقیق المیراث

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

مذاکرہ فی تحقیق المیراث

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

مذاکرہ فی تحقیق المیراث

علمائے کرام!ہمارے سچے نبی ﷺ کی سچی خبریں کتنی وہ ہیں جو پوری ہوچکیں جن کو ہمارے کانوں نے سنا اور کتنی ایسی ہیں جس کو ہماری آنکھیں دیکھ رہی ہیں۔ کچھ ایسی باتیں ہیں جن کے وقوع کا لازوال یقین ہمارے دلوں میں مضمر ہے۔ آج سے تقریباًساڑھے تیرا سو برس پشتر ہمارے ہادی صادق فداامی وابی نے فرمایا تھا۔

يوشك ان ياتي على الناس زمان لايبقى من الاسلام الااسمه ولا يبقى من القرآن ال رسمه مساجدهم عامرة وهى خراب من الهدي علمائهم شرارهم من تحت الديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود

جس کا صحیح نقشہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔کتنے فتنے ہیں جن کو دنیا کی اس بدترین۔جماعت نے اپنے حرص وہوا سے ایجاد کرکے عالم اسلام میں پھیلا کر مسلمانوں کے ایمان کو تباہ وبرباد کرڈالا سب سے بڑا فتنہ جس نے مسلمانوں کی اصل پونجی توحید اور تفقہ فی الدین میں آگ لگائی۔ علماء کا اپنے اسلاف کی تقلید کرنا ہے۔ یہی وہ اصل فتنہ ہے جس نے مسلمانوں میں وہ غیر متزلزل مخالفت ومعاندت پیدا ہوئی۔ جو تمام مہلک بیماریوں اور کمزوریوں اور ذلتوں کی مورث اور تحقیق معنی کی ہلاکت کے لئے کافی ہوئی۔

لیکن حسب فرمان نبی صادق ﷺ لايزال طائفة من امتى ظاهرين على الحق وبمقتضائے کلام الٰهی وقليل من عبادي الشكور کے ہر زمانہ میں ایک تھوڑی۔جماعت ایسی قائم رہی جو حقیقی اسلام کی حلقہ بگوش ہوکر دین کی تجدید اور سنن نبویہ کا احیاء کرتی رہی۔ الحمد للہ کہ ہندوستان کی قسمت بھی اس ربانی۔جماعت سے محروم نہیں۔

ہم آج اسی ربانی۔جماعت کے سامنے جو تحقیق حق وابطال کے دلدادہ ہیں۔ اس بات کے پش کرنے کی جراءت کرتے ہیں۔ کہ بحمد اللہ اس۔جماعت کے تحقیق مسائل کا دائرہ بہت وسیع ہوچکا ہے۔ لیکن باوجود اس کے علم وفرائض (جس کی شان نصف العلم ہونے کی ہے) کی تحقیق میں ہندوستان کے اندر کسی نے بھی قدم نہ رکھا۔ ذیل کی تحریر اس غرض سے

پیش کیجاتی ہے۔ کہ یہ حقانی جماعت اس شاندار علم کی تحقیق کی برکت سے بھی محروم نہ رہے۔ اور کچھ افراد اس طرف بھی قدم بڑھایئں۔

یہ ایک بڑے شرم کی بات ہے کہ ''سراجیہ'' جیسی کتاب کو جس کے مصنف نہ تو مستند محدث اور نہ اس کے مضامین مدلل بدلائل شرعیہ ہیں۔ ہم اس کو اپنے میراث کے فتووں کا مدار بنالیں۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر علمائے حقانی کی توجہ اس طرف نہ ہوئی۔ بلکہ وہی سراجیہ بلا تحقیق و تنقید مدار عمل رہا تو شاید اتخذوا احبارہم الایۃ سے خروج حاصل نہ ہو۔

اب ہم اصل مضمون کو اس امید کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔ کہ حضرات علماء اس کی تحقیق و تنقید کی نظر سے دیکھیں گے۔ اور ان شاء اللہ اسی ذریعہ سے حق وصداقت کا ظہور ہوجائے گا۔ ہم اسی عظیم الشان کو اسی لفظ سے شروع کرتے ہیں۔ جس لفظ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اس علم کو شروع کیا۔

قولہ تعالیٰ ۔ يُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ فَإِن كُنَّ نِسَاءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ وَإِن كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ

یعنی ''مسلمانوں تمہارا اللہ اولاد کے حصوں کے بارے میں تم سے کہتا ہے کہ لڑکے کو دو لڑکیوں کے حصے کے برابر دیا کرو پھر اگر اولاد صرف لڑکیاں ہوں اور وہ دو یا دو سے زیادہ ہوں۔ تو ترکہ میں ان کا حصہ دو تہائی ہوگا اور اگر ایک ہو تو آدھا ہے۔''

سب سے ہم اس بات پر بحث کرنا چاہتے ہیں کہ آیت مذکورہ میں لفظ اولادکم کن افراد کو شامل ہے۔ ہمارے خیال میں چند دلائل مندرجہ زیل ایسے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ پوتا پوتی کی طرح نواسہ نواسی بھی اسی آیت کے لفظ اولادکم میں داخل ہیں۔

دوسری دلیل۔ قولہ تعالیٰ۔ وحلائل ابنائکم اس آیت کے لفظ ''ابناء'' میں نواسہ بھی داخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پوتوں کی بیویوں کی طرح نانی کی بیوی بھی حرام ہے۔ جیسا کہ امام الآئمہ امام بخاریر حمۃ اللہ علیہ نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ کیونکہ امام موصوف نے بعد بیان ''حلائل الابناء'' کے د سخمی النبی ﷺ ابن ابنۃ ابناء لکھا ہے۔

تیسری دلیل۔ قولہ تعالیٰ۔ لَّا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِي آبَائِهِنَّ وَلَا أَبْنَائِهِنَّ ۔ الخ باتفاق علماء لفظ ''ابناء ھن'' میں پوتا نواسہ دونوں داخل ہیں۔

چوتھی دلیل۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی وہ حدیث جو ابو بکرہ سے مروی ہے۔

ان ابنی ہذا (حسن) لعل اللہ یصلح بین فئتین عظیمتین بین المسلمین

پانچویں دلیل۔ ابو داود کی وہ رایت جس کو بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت کیا ہے۔

قال خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقبل الحسن والحسین علیہما قیصان احمران یعثَران ویقومان فاخذہما فصعد بہما المنبر ثم قال صداق اللہ انما اموالکم واولادکم فتنۃ الحدیث

چھٹی دلیل۔ قولہ تعالیٰ۔ ۔ وَوَالِدٍ ۔ (آدم)۔ وَمَا وَلَدَ ۔ (زریۃ) اس آیت کے لفظ ''ماولد'' میں حضرت عیسی داخل ہیں۔ جو آدم کے نواسہ ہیں۔

ساتویں دلیل۔ حدیث مسلم کی انا سید ولد آدم ہے۔ اس حدیث میں بھی لفظ ولد آدم میں حضرت عیسیٰ داخل ہیں۔

تنبیہ

پہلی چار دلیلوں سے یہ بات ثابت ہوئی کہ لفظ ابناء وبنات (جو آیات مذکورہ بالا میں واقع ہے۔ نواسے ونواسیاں ہیں۔ اور یہ ظاہر ہے کہ لفظ اولاد ''لفظ'' بنات وابناء سے اعم الشمل ہے۔ اس لئے نواسے نواسیاں لفظ اولاد میں بطریق اولیٰ داخل ہوں گے۔ پچھلی تین دلیلوں سے صراحتہ نواسے نواسیاں کا لفظ اولاد میں داخل ہونا معلوم ہوتا ہے۔ پس اب ہم یہ دعویٰ کرسکتے ہیں۔ کہ آیات میراث کے لفظ اولاد اور ولد میں بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسہ نواسی یہ سب داخل ہیں۔

چند سوالات علمائے کرام سے

1۔ کیا کوئی ایسی مرفوع حدیث ہے جو آیات میراث کے لفظ ولد سے نواسہ نواسی کی تخصیص پر دلالت کرتی ہو۔ ؟

2۔ کیا اقوال صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین وتابعین سے عموم قرآن کی تخصیص کی جا سکتی ہے ؟

3۔ کیا بر تقدیر حدیث مخصص نہ ہونے اور اقوال صحابہ رضوان اللہ عنہم اجمعین سے تابعین رحمۃ اللہ علیہ اجمعین سے عموم قرآن کی تخصیص جائز نہ ہونے کے آیات میراث کے لفظ ''اولاد''وولد''میں نواسہ نواسی کو داخل جاننا مسلمانوں پر فرض نہیں ہے۔ ؟

ان شاء اللہ وراثت اولاد کی ترتیب مدلل بدلائل شرعیہ لفظ اولاد کی بحث ختم ہونے کے بعد پیش کی جائے گی۔ (حررہ محمد ایوب نمبر مار کوئیس لین۔ مصری گنج۔ کلکتہ)

ایڈیٹر

آپ کے سوالوں میں ایک دو سوالوں کا اضافہ میں بھی کرتا ہوں۔ ایک شخص کی اولاد میں لڑکا۔ لڑکی۔ اور اس لڑکی کے بیٹے چار نواسے کیا ان میں تقسیم حسب اولادیوں ہوگی۔ کہ لڑکا اور چار نواسے ملا کر پانچ نواسے اور لڑکی ملا کر چھ اولادیں سمجھی جایئں گی۔ تقسیم گیارہ پر ہو کر یوں تقسیم ہوگی۔

مسئلہ نمبر11------------------------------- زید

لڑکا لڑکی نواسہ نواسہ نواسہ

دوسری صورت یہ ہوگی کہ ایک لڑکی ایک لڑکا اور اس لڑکے کے بیٹے چار پوتے کیا ان سب کی نسبت یہ کہنا جائز ہے۔ کہ مرحوم کی اولاد چھ ہے اور تقسیم یوں ہے۔

میت--- زید

لڑکی1۔ لڑکا2۔ پوتا2۔ پوتا2۔ پوتا2۔ پوتا2۔

یہ سوال اس اصول پر ہے۔ کہ پوتے نواسے مثل بیٹے اور بیٹیوں کے اولاد سمجھے گئے اگر یہ فرما دیں۔ تو نواسے ماں کی عدم موجودگی میں اولاد کی طرح وارث ہوں گے۔ تو عرض ہوگا۔ کہ پھر توان دو میں حقیقت مجازی کی نسبت ہے تو چنداں اختلاف بھی نہیں۔ کیونکہ حقیقت کے وجود میں مجاز کو دخل نہیں ہے۔ فافہم۔ (اہلحدیث امرت سر ص 4۔ 14 شعبان المکرم 1342 سنہ ہجری)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ثنائیہ امرتسری

جلد2 ص556

محدث فتویٰ